رجسٹرڈ نمبر اے ۹۳



جلد ۶ نمبر ۳۶

مضامین غیر

جمعہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۳ء

کھٹمل اور لالہ

بھائی پنچ - کاکی علم کی قسم مسٹر کھٹ ٹیرزن کے مارے اس حیونا سی جون جات ہے کہ تمام شب بالاے کھاٹ خواب دشوار کر دیت ہیں - جہاں ذرا چشمان بند بھئیں اور حشرات الارض کی فوج پھیرن کہ اورگن باجہ بجاوت آ کے چاروں اور سے نرغہ کے لیت ہے - پھر بھلا نیند کا کوسن پتہ کہاں تمام رات شب بیداری مابیت جات ہے - گزشتہ یوم کا واقعہ ہے کہ جب بہت جیو دیا گیا ہم آتو تلملا اٹھا اور سنبھال کے کچھ طبع آزمائی شروع کیں اور ادنصف شب تا سحر چند شعر ہیں گراہ ہیں جو ناظرین لوگن کی خدمت ما پیش کین جات ہیں براہ نوازش ملاحظہ فرماویں سہ

وھوھذا

مزاہ میں اس کاکی گھر بار ما کھٹمل
آوت ہیں نظر ہر در و دیوار ما کھٹمل
دھوتی کا انگو چھے کا بھیا ذکر ہی کیا ہے
یو دیکھو مسہری میں زنار ما کھٹمل
کس کس نے بھلا موت بہت ذرق ما کمبخت
دیکھو تو تنک بیٹھ ہیں دستار ما کھٹمل
مرغ سحر اک چیخ سر شام ہی مارس
کا لشکر جو بڑی زور سے منقار ما کھٹمل
کھٹیات اچک کر یو کس ایک مغلیا
چیلھر کی طرح گھس گئے شلوار ما کھٹمل
بولیں یہ للائن کہ ارے کاکی لالہ
دہچار گھٹے بیٹھو ہیں بیزار ما کھٹمل
اس ڈھیٹ میں اب کاکی ای مار بھیری
ہیر قبضہ کئے لالہ کی تلوار ما کھٹمل
کرسی ما بیت ہیں کہیں میز یا چپت ہیا
پہونچے ای مسٹر لاٹ کے دربار ما کھٹمل
ماکن ما ہے دم میونسپلٹی سے کہو جائے
اس بچھ کرے رہ جائیں نہ سنسار ما کھٹمل
گھجبارے کے کھنکی اک دودھ کی مادہ
چاچی ہیں بہت دادا کی چوپار ما کھٹمل
لاٹھی کی ہر اک گانٹھ ما بیٹھے ہیں بکثرت
جس مورت ہیں ای تار کے انجار ما کھٹمل

راقم بقلم
لالہ کھٹمل پرشاد — ریاض خیر وی

"میگھ راگ کا اثر"

ہمارے ضلع کے سیلاب کی کیفیت ہر سال ناظرین خبری کاغذ میں دیکھ دیکھ کر پانی پانی ہوتے ہوں گے جو مقامات کرنل سیلاب صاحب نے فتح کیے انہیں اپنی ایک چوکی دنگلی قائم کی اور ملک الموت کا پہرہ بٹھا دیا - ان عمیق کشتیوں سے عبور کرنا کوئی معمولی بات نہیں غیر ناو برسات میں تشکم - یکہ موٹر بیل گاڑی وغیرہ کے سوار کو ہر ایک مخصوص مقام پر اور بار دکھلیا اتر کر پیدل چلنا پڑتا ہے پھر بھی اندیشہ سے خالی نہیں - اور ہنگام سیلاب تو مجال نہیں کہ کوئی شخص کسی طرح گزر جائے - خشکی کی سواریوں کا کیا ذکر ناؤ کا بھی بیڑا پار ہونا دشوار اصل تو یہ ہے کہ مرزا شمیم صاحب بھی آئیں تو گرداب کی حوالات میں چند روز بند رہ کر عبور دریاے شور کا حکم پا جائیں یا حضرت ملک الموت کی ناخدائی کے محتاج ہو جائیں - یہ سبب کثرت سیلاب واسطہ اور راہ اہل سفر خانہ نشین ہیں کا سیاہے خوش ہو جاتے تھے گھر بار اور اثاث البیت اور زراعت اگر سیلاب کی نگرانی میں دے کر صرف بیک بینی و دو گوش کہیں بھاگنے کا بھی کوئی ارادہ کرتا تو وہ خطرناک تنگ گلیاں سد راہ ہو کر غرقی دریاے رحمت ہوتا اور جانوران دریائی کے روشن بھی کرتا - پولیس قضا کے کانسٹبل (ملک الموت) اجل کا وارنٹ لیے آ دھمکتے تھے - جب چالان باجلاس جانوران دریائی پیش

ہوتا تھا تو جب دفعہ ضابطہ سیلابی و ادام الحبس کی سزا دی جاتی تھی - مگر امسال معلوم نہیں کیا سبب ہوا جو لوگ شہر اس سب آفات ارضی سے نجات ملی اور مردہ دلوں میں جان آ گئی -

نامہ نگار - میرے خیال ناقص میں تو سوا اس کے اور کوئی سبب نظر نہیں آتا - سنا ہے کہ اگلے زمانہ میں موسیقی کے کامل الفن لوگ تھے جب وہ دیپک راگ الاپتے تھے تو جنگلوں میں آگ لگ جاتی تھی اور تالاب خشک ہو جاتے تھے اور جب میگھ راگ الاپتے تھے تو پانی برستا تھا - اب بھی ایسے اشخاص موسیقی دان سے زمانہ خالی نہیں ہے - ہمارے ایک دوست جنکو ہمارے ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈ سے بھی کچھ تعلق ہے سنا ہے کہ موسیقی میں بڑے ماہر کامل ہیں -

اگلے زمانے میں تان سین اور بیجو باورے جب اکتارہ سنبھال کر کوئی راگ الاپتے تھے تو سنا ہے کہ تمام جانوران صحرائی وحوش و طیور سب مست ہو ہو کر جمع ہو جاتے تھے چنانچہ موصوف کی بھی یہی حالت ہے کہ جس وقت اپنے گھر میں یا کسی غیر جگہ جسم جان پورہ کا غلاف اتار کر ساگیرا الاپنا شروع کرتے ہیں تو جانوران صحرائی تو نہیں مگر اہل محلہ ضرور جمع ہو جاتے ہیں اور عالم بیخودی میں موصوف کے عمل ظلم پر آ کر حرب سے تال دینا شروع کرتے ہیں اور ہمارے حضرت کو تم پر کانکھنے کی ضرورت ہوتی ہے -

ممکن ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ سے زنت کا ٹیلوما حاصل کرنے کی غرض سے کوئی راگ ایسا بھی الاپا ہو جسکی تاثیر سے امسال سیلاب کو ہماک دیا اور علاوہ کو اس - نیز ڈسٹرکٹ بورڈ کا بھی سیلاب کوئی پیسہ صرف ہوا نہ حکام ضلع کو دوڑ دھوپ کی زحمت ہوئی - یہ دوسری بات ہے کہ ۲۰ ستمبر کی بارش نے بستی کے مکانات پر قبضہ مخالفانہ کر کے بہت سے مکینوں کو بے خانماں کر دیا تو اس میں موصوف کی کیا خطا - آفات ارضی کا دفعیہ امکان میں تھا وہ کر دیا آفات سماوی کے ذمہ دار تھوڑی ہیں - ترب نام روشن کیا - راقم - ع -

حق موہوم کا ہبہ نامہ

بالفرض قضیہ زمین وغیرہ اس پر عرض البلد اور طول البلد کے فرضی نشانات - سیاروں کی چال کے بعض ریاضیاتی خطوط میں تولے جاتے تھے اگر ان کا نفس بٹنے کے قابل ہو تو دنیا اس فیصلہ پر بھی مسکرا سکتی ہے جو کونسل یا میونسپلٹی کے امیدوار ممبری آپس میں چکا لیتے ہیں۔

ہمارے صوبہ کے دو نامور رئیسوں نے ابکی مرتبہ میدان داری کے قبل رقابت ممبری کا تصفیہ ایک تیسرے رئیس کے درمیانی بننے سے آپس ہی میں کر لیا ہے کہ کسی ایسے حق کا جو بالفعل اپنے قبضہ اور اختیار میں نہ ہو تو ناجائز نہیں ہبہ بھی بڑی بڑی سلطنتیں ہی کرتی رہی ہیں۔ اصل مالک متنازعین کے معاہدے کی اطلاع بھی نہیں ہوتی اور معاملے ہو جاتے ہیں۔

ان رئیسوں کے نام ذیل کے مراسلے میں درج ہیں جسکے شائع کرنے کا ہم سے اصرار کیا گیا ہے۔ درمیانی رئیس یا سرپنچ کوڑی سدھولی ضلع رائے بریلی کے تعلقدار صاحب ہیں۔

کوڑی ([illegible]) یعنی غضروف ایک نرم ہڈی ہوتی ہے جو گوشت اور سخت ہڈی کے درمیان اس غرض سے پیدا کی گئی ہے کہ سخت ہمسایہ نرم ہمسایہ سے ایذا نہ اٹھائے۔ پس کوڑی سدھولی کے تعلقدار نے اپنا فرض اچھی طرح ادا کیا۔ فریقین میں سے کسی کو بجائے خود شکایت نہیں ہے کہ رائے بریلی کی فرضی ملکیت پر ایک صاحب کا حق دوسرے نے قبول کر لیا اور بزرگی سال کا لزوم بزرگی عقل کے ساتھ تسلیم ہو گیا۔ یا دونوں بزرگوں نے آپس میں سمجھوتہ کر لیا۔ کوئی بات بے غیرتی کی بات نہ ہو۔ خدا اس لائے اور بڑا کام کہ یہی جوان کونسل میں میں گھسیٹ پنچ بننے والے ہیں ان کی کٹ حجتیوں اور طعن و تشنیع سے بچائے۔ ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب۔ ضلع اناؤ میں کونسل کی ممبری کے بیچ راجہ شنکر سہائے صاحب اور لالہ دوارکا ناتھ صاحب کھڑے ہوئے تھے صاحبان مذکور ایک ہی خاندان کے ہیں اور ان میں آپس میں کشمکش ہونا بہت ہی بیجا تھا اس لئے دونوں صاحبان نے معاملہ کو ایک پنچایت پر چھوڑ دیا جس کا کہ سرپنچ میں کیا گیا۔ ۵ ستمبر کو پنچایت مذکور ان میں یکجا ہوئی قبل اس کے کہ پنچایت اپنی کارروائی شروع کرے دونوں بھائیوں میں یگانگت کا خیال پیدا ہوا اور راجہ شنکر سہائے صاحب نے ایک سبھا میں جس میں کہ بہت سے احباب موجود تھے لالہ دوارکا ناتھ صاحب سے استدعا کی کہ وہ ان کو اس مرتبہ کونسل میں جانے کا موقع دیں اور لالہ دوارکا ناتھ صاحب نے اپنی کچی روداد کا پرچہ دیتے ہوئے راجہ صاحب مذکور کی درخواست کو منظور کیا ہر دو صاحبان کی یہ کارروائی بہت ہی قابل تعریف ہے لیکن لالہ دوارکا ناتھ صاحب نے جو رواداری دکھلائی وہ بدرجہا زیادہ قابل تعریف ہے اسلئے کہ انکے ایک بہت بڑی تعداد میں مددگار لوگ تھے اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اگر چناؤ ہوتا تو اسکا نتیجہ کیا ہوتا دونوں صاحبان نے جو تقریریں اس وقت دیں ان کی نقلیں شائع کرنے کے واسطے آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ مہربانی کر کے ان کو اپنے اخبار میں چھاپ دیجئے میرا مطلب اس خط کے چھپوانے سے صرف اسقدر ہے کہ اناؤ ضلع کے صاحبان کے خیال میں کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو گے۔

دستخط۔ آنریبل راجہ سر رامپال سنگھ کے سی آئی ای۔ راج کوڑی سدھولی ضلع رائے بریلی

راجہ شنکر سہائے صاحب نے یہ کہا

بھائیو۔ رائے بہادر لالہ گنیش پرشاد صاحب کی وفات کے بعد جو انکے نمائندہ کونسل میں تھے مجھے آپنے اناؤ ضلع کی نمائندگی کے لیے منتخب کیا حال میں میرے یہاں جنیو تھا اس وقت میرے چھوٹے بھائی لالہ دوارکا ناتھ نے مجھ سے یہ خواہش کی کہ میں انھیں اجازت دوں کہ وہ ضلع اناؤ سے آئندہ انتخاب کے لیے نمائندگی کی کوشش کریں چونکہ مجھے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ قبل اس خواہش کے ظاہر کرنے کے انھوں نے لوگوں سے کوشش کرنا شروع کر دیا تھا جسکی وجہ سے مجھے دل میں کچھ رنج ہو گیا اس وجہ سے میں نے انکی درخواست منظور نہیں کی اور یہ جواب دیا کہ اب اجازت کا کون سا موقع ہے۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے اور میں نادم ہوں کہ جب میرے چھوٹے بھائی ہو کر انھوں نے یہ خواہش کی تھی تو مجھے مان لینا چاہیے تھا۔ اب چونکہ جناب آنریبل راجہ سر رامپال سنگھ صاحب بہادر کے سی آئی ای جو ہم دونوں کے خاندان کے سچے ہی خواہ ہیں اور جن کی خواہش ہمیشہ رہتی ہے کہ علاقہ تعلقداران میں باہمی بدمزگی کا کبھی موقع نہ آوے مجھ سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ اسی طرح میں اپنے چھوٹے بھائی لالہ دوارکا ناتھ سے استدعا کروں کہ اس مرتبہ میرا خیال اسکے کہ میں عمر میں زیادہ ہوں مجھے اپنی جگہ مجھ کو کونسل میں جانے کا موقع دیں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اسکو منظور کر لینگے۔ آئندہ کے واسطے میں اس بات کا حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ کسی قسم کا رنج میرے دل میں انکے بابت نہ ہوگا اور انکی بہتری و بہبودی کے واسطے میں ہمیشہ انکا مددگار رہوں گا۔ یہ مشہور کی بات ہے انھوں نے انگریزی کی بہترین تعلیم پائی ہے اور قابلیت حاصل کی ہے اور ان کو بہت بڑا موقع عزت حاصل کرنے اور پبلک کی خدمت کرنے کا ہے جس میں میں ہمیشہ ان کا حامی و مددگار رہونگا سب اور بھائیوں سے بھی میری یہی درخواست ہے کہ میری اس خواہش کو وہ پورا کر دیں اور میری دستگیری کریں۔

لالہ دوارکا ناتھ صاحب نے اپنے جواب میں یہ کہا

بھائیو مجھے واقعی اس بات کا رنج تھا کہ میں نے اپنے بڑے بھائی راجہ شنکر سہائے صاحب سے یہ خواہش کی کہ وہ اس مرتبہ مجھ کو کونسل میں جانے کا

موقع دیں اور انھوں نے اسے منظور نہ کیا۔ اب چونکہ بڑے بھتے ہوتے بھی وہ مجھ سے استعفا کرتے ہیں کہ میں اس مرتبہ کونسل کی جگہ اپنی جگہ پر ان کو جانے کا موقع دوں اور چونکہ عالیجناب آنریبل راجہ سر رامپال سنگھ صاحب بہادر کے سی آئی ای نے جنکو میں اپنا بزرگ و اپنا سچا ہی خواہ مانتا ہوں مجھے ہمت دلایا ہے اور یہ خواہش کی ہے کہ میں اپنے بھائی صاحب کی استعفا منظور کر دوں اسلیے میں اسے منظور کرتا ہوں۔ و نیز ان کثیر التعداد بھائیوں کا جو میری دستگیری کے لیے تیار ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں جناب بھائی صاحب نے میرے لیے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے اسلیے میں انکا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پنچ ملے خدا خدا ملے پنچ

دوہتڑ

سلامتی سے یو پی کانگریس جان بھی اب ایسی چالیں سکھتی جاتی ہیں جنہیں کوٹ کی بھی جے ہو نسنا کی بھی جے ہو یعنی آپ نے ایک طرف ترک موالات کی لاج رکھی اور دوسری طرف اپنی اولاد کو کونسل میں ممبری حاصل کرنے کی اجازت بھی عنایت کر دی صدر نے اپنے خطبہ میں کہہ دیا کہ کونسل کا مقاطعہ بے سود ہے یہ مقاطعہ ترک موالات کے فرائض میں داخل ہے ہمیں سے اسکو کوئی واسطہ نہیں آجتک ہم سنتے تھے کہ مقاطعہ مذہبا واجب ہے ترک موالات اور مقاطعہ میں لزوم یا ترادف کا تعلق ہر مولوی کی تقریر و تحریر سے مترشح ہوتا تھا۔ اب شاید یہ کہا جائے کہ کسی کے گھر پر چڑھائی کر کے لڑائی کرنے جانا اور تصدق کے ٹکے لے کے بیمار پرسی کرنے جانا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ایسے تارک موالات افراد کہاں ہیں جو معاملات کے ساتھ ساتھ معاملہ فہم زیرک فنون جنگ سے ذرا سی واقفیت بھی رکھتے ہوں اور لکھنؤ میں انکا اثر بھی ہو۔ ذی دولت زمیندار یا تنخواہ داران قانونی بھی تک دوہتڑ میں ہیں یعنی لا محالہ کوٹ کی بھی جے نسنا کی بھی جے مناتے ہیں بلکہ ان میں سے اکثر دور بین عاقبت اندیش اس مشہور مثل پر عامل ہیں "ایک آنکھ میں مہر بھر ایک آنکھ میں خدا کا قہر" خیر کونسل ممبر کانگریس کا پنڈال تھا یا نہ تھا مگر دخل در معقولات دینے والوں کو اپنی نیت کا اعلان کر دینا چاہیے بایں الفاظ "میں تارک موالات فرنگ وال فرنگ نیت کرتا ہوں دخول فی الکونسل کی واسطے توڑنے کونسل کے پیچھے آنند امام کے جو نیت امام کی سو میری اللہ اکبر" ------

ریفارم اسکیم کے اعلان کے ساتھ ہی ممبری کی مذہبی تحریم کا اعلان ہوا تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ جو کوئی کونسل میں گیا وہ مشرک ہے اسلیے کہ وہاں وفاداری کا حلف لیا جاتا ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو حلف سے انکار فرمائے ممبر صاحب بیک بینی و دو گوش ہل ہانکتے کو دوں جا تکتے یا ختیار خود یا بمدوش فرشتگان پولیس بہشت کونسل کو خیرباد کہیں گے یا حلف کرنے کے بعد تارک الایمان بنیں گے دونوں صورتوں میں نہ قومی کام پورا ہوگا نہ تکمیل کانگریس کے پچھلے جھگڑوں میں تجربہ کی یہ اچھی سبیل ہے مگر چونکہ ریس کی آگ ہے شعلہ بھڑکا اور راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ علے ہذا القیاس جو سات ساتھ مسلم و غیر مسلم افراد کی کمیٹی شدھی اور تبلیغ کی تحقیقات پر معین ہوئی تھی اُس نے بھی دوہتڑ کی ٹھہرائی ہے اعلان کر دیا ہے کہ بس جوتیاں ہاتھ سے پھینکو پیر اڑ بھڑ او موقوف کرو مگر نتیجہ وہی "ڈھاک کے تین پات" جب تک بقول راجہ امپال سنگھ متعلقہ اوبلیب لیڈر وجوہ منازعت کی اصلاح اور حد بندی باستصواب فریقین نہ کیجائے اسوقت تک

سہ فروغ شعلہ خس یک نفس ہے

یہ کمیٹی سالانہ اجلاس کانگریس میں اپنی تحقیقاتانہ رپورٹ پیش کریگی تو کیا نباہے گی۔ اگر شردھانند اور پنڈت مالوی کے رہنماؤں کا دم سلامت ہے تو تحقیقات ہوتے ہوتے فریقین کے وجوہ منازعت کی فہرست شیطان کی آنت ہو جائے گی۔ گھڑی بھر میں گھر جلے ڈھائی گھڑی کا بھدا یہ دونوں تجزیہ مغرب ڈھلتے ہوئے آفتاب کی شعاع ہیں دیکھیے کیا رنگ لاتے ہیں پھر وہی زمہریر ہی آنکھ بچھا دی [illegible]

ایک مولوی صاحب نے لڑکے سے کہا تھا کہ قرات کے ساتھ بات کیا کر خبردار جو تو نے بلا القاب و تمہید مولویانہ قرات کبھی کلام کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں۔ اتفاقا ایک روز مولانا جلوہ افروز ہو رہے تھے کہ طاقچہ پر تشتہ مینار انگیٹھی گنبد عمامہ پر جا پہنچا اور نگ عمامہ کو کلغی کی دُم بنانے لگا۔ ادب آموز شاگرد نے عرض کی کہ قبلہ حاجات سید السادات رفیع الدرجات منبع کمالات مجمع صفات مخزن الحسنات وخزانات عالیجناب معلے القاب حشمت مآب گردوں قباب ظل رکاب استاذ الاساتذہ سند المجاہدہ جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول مولانا و مرشدنا و استادنا تاج العلمین اکلیل المدرسین علم ملکوت مسلم الثبوت حضرت فلک قدرت منیع المنزلت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی ابو الجہالت قاضی ام الصبیان صاحب مدظلکم العالی بدوام اظہر العلیا کی حضور کی یا فوخ سم پا ایک پرکالہ آتش گرنی کہ نہایت بے ادب ہے از راہ گستاخی مرتکب عصیان حرق و احراق کا ہیں عمامہ با دو دستار کے برج کو گنبد اسود بنا مدور سے عبا فرمائیے کہ خیانت نفس ہو رہی ہے آیہ وافی ہدایہ یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم و اہلیکم نارا واجب و فرض عین ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و بہ نستعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وما علینا الا البلاغ المبین"

یہ رجز ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ تیز ہوا نے عمامہ کو جل کر الاؤ بنا دیا۔ سر آتشبازی کا انار ہو گیا مولانا نے جھٹ پٹ لٹ پٹی دستار نوچ کھسوٹ کے علیحدہ کی۔ لڑکے کی دوہتڑ پوری ہوئی یعنی مولانا کو سزا بھی ملی اور نافرمانی استاد کا مجرم بھی نہ ٹھہرا ہم دیکھتے ہیں کہ کانگریس کی تحقیقاتی دوہتڑ کا نتیجہ بھی کچھ ایسا ہی آگ کا کھیل ہے۔ ان حضرت کیسے قرات پڑھیے ذرا سیپارہ کا سبق۔ ہم نفس بہت آرزو ہم یارہ رنجور۔ کی دوہتڑ دیکھیے

کیا حشر برپا کرتی ہے۔ دیں و دنیا، مذہب اور پالیٹکس کی دودھ جو کامیابی کے ساتھ چلائے جائے وہی فرزانہ ہے
ایک ایسی ہی دودھ جو ملک شاعرانہ دودھ بنگالی شاعر رابندرا ناتھ ٹیگور نے بھی چلائی ہے۔ ہم ان صاحب کو ذی فہم سمجھتے تھے اس حسن ظن کا یہ دکتوں میں خدا جانے قصور کس کا ہے ہمارا یا ٹیگور صاحب کا۔ آپ فرماتے ہیں ہندو مسلمان طاقتور ہیں ہندو کمزور ہیں طاقت والے کمزوروں کے ساتھ متحد و متفق نہ ہو سکینگے۔

سو پچاس برس جب چھڑی ہے تو چالیس لاکھ ہندو ایک لاکھ مسلمانوں سے لڑتے تھے۔ اسکے علاوہ مسلمان ہندوستان کو اپنا وطن بھی تسلیم نہیں کرتے۔ جب کسی مسلمان لیڈر سے میں نے اس مسئلہ کو پوچھا کہ اگر کوئی اسلامی طاقت باہر سے تم پر حملہ آور ہو تو تم کس کا ساتھ دوگے۔ وہ گول گول باتیں کرنے لگے۔ لہذا سنگٹھن پولیٹکل حقیقت ہے ایک ضروری تحریک ہے ہم مسلمانوں کے سنگٹھن میں مخل نہیں ہیں تو آپ کو بھی ہمارے سنگٹھن میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ باوجود فریقین کی اتنی منافرت اور عداوت کے آپ سوراج کا خواب دیکھتے ہیں۔ کیو بار دودھ دودھ پانی نہیں ہے۔

تمھیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی
چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

ایک فرضی قلعہ بنانے والے شاعر یا گڑھے ہوئے واقعات کا طومار باندھنے والے افسانہ نگار سے سوائے اس ڈرکیلی کے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔

پنڈت مالوی اور انکے ہم خیال شردھانند اسے مذہبی تحریک کہتے ہیں شاعر صاحب اسے پولیٹکل تحریک قرار دیتے ہیں۔ سنتے ہیں کہ مہاراجہ دربھنگا اس تحریک کو فروغ دینے کے لیے دورہ کرنے والے ہیں۔ ملاور ا دودھوں تک پڑھنے والا ہے خدا جانے کہ مہاراجہ دربھنگا پولیٹکل تحریک سمجھ کے مدد کرینگے یا مذہبی مگر وہ دودھ تو ہی سوالات ہونے ہیں

نوشہ عیب کا پیشہ کا عیب پیشہ ہو پیشہ ہو گیا ہے تو بن جانا کوئی مشکل بات نہیں۔ بر دھوں کا ذکر جاپان کی ایک بیرونی دودھ ہے مگر ہم مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ بیرونی خطرے افغانستان اور ایران یا عرب سے دوڑی کی

دودھ حضرات اس دودھ کا جواب نہیں کیا ہے کہ انکی دودھ چلنے والی ہے تو آپ کی
یعنی دودھ تو دودھ ہو سیراب کی دودھ ہے اور دوسروں کی تقلید میں صوبجات متحدہ کے گورنر کی دودھ بھی دولت کی دودھ ہے جنھوں نے اپنے پڑوسی صوبہ بہار کے دارالسلطنت میں پہلے ہی پٹنہ کا اظہار کیا ہوگا مگر ہمارا ہمیں پرچہ ہائے اخبار علاوہ ڈسٹرکٹ افسروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ انسپکٹر کی جاپانی نوازی دیتے سند فراموشی کو ابھی جلد مشتہر کردیں۔ خدا کرے کہ ڈسٹرکٹ افسر عارضی اختیار داستان سے دیسی دودھ اس زمانہ میں نہ چلائیں جیسی کہ گورنمنٹ ہند کی کرنل بعض حکام پنجاب نے چلائی تھی۔ اور دلی نجار نکالنے یا نا جائز دباؤ ڈالنے کی دودھ کا موقع انکو ملگیا تھا

بخار دل کا نکالیں جو کچھ ہوں ہم مختار
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

انکی خیر آج دودھ دودھوں کا بازار کھل گیا ہے اسلئے فرانس اور برطانیہ کی دودھ بھی یاد آ گئی بیچارے یونان پر اٹلی نے آنکھیں نکالیں ادھر ان دونوں نے اٹلی والوں کے مطالبات کو غیر معتدل اور بیجا و نارواہ قرار دیا اور ساتھ اٹلی کے ساتھ سلام کروانے میں دودھ چلائی کہ اب خالی اٹلی کو سلام کرنے کی سند تمہیں اگر سلام ہی کرنا سیکھا ہے تو ہمیں اور ہمارے دوست فرانس کو بھی سلام کر۔ اور ہم سے جواب سلام کا طالب نہ ہو

ہر کہ نہ گرگ کند سلام ز سلام نہ امید دارد

اور یہاں چلتے چلاتے ایک دودھ اور سنیے۔ بیچارہ مسٹر فرنگی آب مصری ہیں جنھیں لیے پیرس کی ایک لیڈی سے گولی نہ دھن کیا ہو مجھے اور کبیری کا تماشا دکھایا تھا۔ لیڈی صاحبہ جب سیاہ خاوند سے سیر ہوگئیں تو ٹھائیں سے گولی ماردی اور حکام کا انصاف کی عنایت سے باوجود اقرار جرم بال بال بچ گئیں سانپ بھی مرا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹی۔ اب ہماری رائے ہے کہ اس مصری رئیس کی جائداد سے لیڈی صاحبہ کو ترکہ بھی دلوا دیا جائے۔ اگر ایسا ہو تو یہ دودھ بھی خوب رہے گی۔ کیا سبب کہ فائدہ جھگڑے انجام تک

نہ پانا دودھ نوازی کے باعث مخالفت ہے۔
تو یہ ایک دودھ اور رہ گئی۔ وہ مادر جاپان کی ہے جو ایک صورت تو آپ کے پڑھنے ہوئے بچے ندھر آپ دیکھ لیں ملیدہ خاک ہو رہے ہیں دوسری جانب وہ دودھ جو شروع ہوا تو کہیں نئے نئے جزیرے جنکے انکی ہنگ کر کو کہیں مٹی سکے پانی پرے پر وان چڑھے بچوں کا ترچا اور تھے ہیں دودھ کے پیار کیوں دو خیز جزائر کا نکالنا اگرچہ باعث تکلیف ہے مگر دودھ ضرور ہے

ال کچھ نہ کچھ تلافی مافات چاہیے

لاحول ولا قوۃ سیاسی آسمان کی دودھ دیکھیے آسمانی سیلاب کا آبپاشانہ جاری ہے ہیں اور یہاں والوں کو ایک بوند کے لیے ترسا رکھا ہے۔ خیر یہاں تک بھی جیب مسک بخیل ہی۔ زمین گیلی بھی ہے سوکھی بھی کہیں دانہ دانہ تک سیل اور کہیں خالی پیاسہ کسل۔ بہرحال ایسی دودھ دائی ہے کہ جہاں پانی ہے وہاں بچاؤ پانی مشکل اور جہاں پانی نہیں وہاں بھی زندگانی مشکل۔ ادھر میں خواب خراب سو اور وہ میں لگڑی کچھ بھی سیل پیاسے کالے سیکھا پانی دے کاٹنا ہے ہی سنوی دودھ سے خدا بچائے۔ الغرض تجربہ کا قول ہے

درد بھی تجھ سے ہوں راحتیں ہیں دوست بھی تم
جیسے تو ہند کو زمانہ میں اور دلاؤ دودھ کا

رہنماے عالم

نئی قسم کی پرمعلومات دلچسپ دنیاوی انسائیکلوپیڈیا علمی ادبی اخلاقی۔ جسمانی۔ روحانی۔ تمدنی۔ تعزیری جیسی دلچسپی۔ شاعری۔ قانونی۔ ریاضی۔ طبی۔ تواریخی۔ مذہبی۔ صنعتی اور تجارتی معلومات کا پوشیدہ اور پرلطف خزانہ جسکو دنیا کے مشہور عالموں کی تحقیقات اور منتخب معلومات کے بہترین نتائج کو نہایت سستہ عبارت اور نقشہ جات اور تعداد و شمار کے ساتھ انسانی ترقی کے ہر پہلو کے لیے اکٹھا کیا گیا۔ یہ نایاب خزانہ ہر گھر اور لائبریری میں موجود رہنا از بس ضروری ہے۔ کاغذ سفید سولہ پیج ۲۲۵ صفحہ قیمت عہ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ بصورت ناپسندیدگی کتاب کی قیمت واپس کردی جائے گی



آبِ سیل برآتشِ جاپان
پرائی بھوسی چکنے ہاتھ

حاکم ہند سے بہتا دریا ہے ہاتھ دھوو ؁
آرہ سے الغیاث۔ آب ندیدہ موزہ کشیدہ۔ سے مُنھ پھیرنے والا جی اک چھینٹا ادھر بھی ؁

جھیو

(بقیہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۳ء)

کر پانی میں بوتل سے تھوڑا نمک بھر کے ترتیب سے بیوقوف اڈیل کے حاضر کیا۔ بڑے میاں نے منہ آدھ کیا نہ تاؤ "ٹھیک ہے" کہا اور بڑے بڑے تین گھونٹ پیٹ میں اتار گئے۔ معاذ اللہ پیتے ہی قلابازی کھائی۔ اور لگے شیخ سدو کھیلنے۔ تھو تھو۔ آخ تھو۔ ھو ھو۔ لاحول کیا بلا پلادی۔ تھر کی گیلی ناہموار سطح پر بڑے میاں بیلن کی طرح لڑھک رہے تھے۔ میں نے گلاس کو سونگھا۔ استغفراللہ شراب کی جگہ مٹی کا تیل اپر ہیا آب حیات۔ اخری گھبراہٹ کی ایسی تیسی اور مجھ کمبخت کو کبھی شعور نہ ہوگا۔" لڑکی بڑے باپ کی حالت دیکھ کے ہچکوں ہچکوں رونے لگی "ہے ہے میں کر کیا سکتی تھی۔ ابا تم کو صبح کی بیماری ہے میرے ساتھ مت آؤ۔ نہ مانا میرا کہا۔"

میں نے دل میں کہا یہی غنیمت ہے صاحبزادی کو بڑے میاں کے آبیوقوف بننے کا حال معلوم نہیں ہے اگر بڈھا مر گیا تو کبھی یہ راز ظاہر نہ ہوگا۔"

یاد آیا کہ تھوڑا سا نمک کمرے میں رکھا ہے۔ جلدی سے پانی میں گھولا اور بڑے میاں کے حلق میں انڈیل دیا۔ بڑے میاں کو ابکائی آئی۔ آبحیوۃ جس راہ گیا تھا اسی راہ پلٹا۔ حواس بجا ہوئے۔"

لڑکی "الحمدللہ آپ کے خوش رکھے آپ نے ابا کی جان بچائی۔ ہے ہے پردیس میں جو کہیں یہ بیمار ہو جاتے تو میں کیا کرتی۔"

مسٹر کروسس (بڑے میاں) اٹھ کے بیٹھے۔ آنکھیں کھولیں، نکالیں لڑکی سے فرمایا "یہ تمہارا ایمان بچاتی؟ خبیث کہیں کا۔ او جن یہاں سے چلو۔ یہ بہت خوفناک شخص ہے۔ ڈاکو ہے ڈاکو۔ خدا جانے کیا پلادیا۔ یہ کمبخت اسی طرح راہگیروں کو کھلا پلا کے لوٹتے ہیں۔ بدمعاش۔"

لڑکی بھولی بھالی لڑکی کچھ نہ سمجھی مگر اسقدر کہ ابھی تک صبح کا اثر ہے ڈیان بکتے ہیں۔

میں "حضرت غلطی ہوئی معاف فرمائیے۔ میں بہت نادم ہوں۔"

بڑے میاں "میرا استعمار بھی حل ہو گیا۔"

مسافرت کا معاملہ ہے۔ بیٹھنے کا ٹھکانا نہیں۔ دیا سلائی ڈھونڈھی مگر نہ ملی۔ ایک بارود کا پیپا پڑا ہوا تھا اسپر بڑے میاں کو بٹھایا۔ خود چولھے میں سے آگ نکالی۔ انگارا چمٹی پر رکھا اور بڑے میاں کے منہ کو حقہ لگانے آیا۔ لڑکی اس نامہذب طریق پر ہنسنے لگی۔ مجھ پر شرم کا کابوس مسلط ہوا۔ ہاتھ تھرایا انگارا سگار کی شمعیں سے بڑے میاں کے رانوں پر گرا۔ بڑے میاں نے جلدی سے ہاتھ مارا پیپے میں سوراخ تھا کوئی چنگاری سوراخ میں گر پڑی۔ بارود اڑی بڑے میاں نے قلابازی کھائی میں بھی تیورا کے گرا۔ توپ کی سی آواز نے دماغ میں جھنجھنی پیدا کی بندہ بیہوش ہو گیا کچھ دنوں کے بعد بی شرم صاحبہ سے پیچھا چھوٹا۔

پندرھواں باب

شینٹی ہوٹل میں ایک ہفتہ کے بعد مجھے ہوش آیا مجھ میں ابھی نقل و حرکت کی قوت نہ تھی۔ پاس کے کمرے میں دو آدمی باتیں کر رہے تھے۔

ایک "بھئی واہ عجب قسمت کا دھنی شخص ہے۔ بارود کا پیپا اڑا پاس ہی یہ بھی کھڑا تھا مگر اسکو کوئی ضرر پہونچا نہ لڑکی کو۔ بیچارہ بڈھا سلفہ ہو گیا۔ سچ ہے

جاکو راکھے سائیاں مار نہ سکے کوے
بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوے

دوسرا "ہاں جی معجزہ ہے معجزہ! مگر اس نوجوان کے حواس میں فتور آجائے گا۔ بیہوشی کو ایک ہفتہ ہوا۔ اس عالم میں جب کبھی جیتا ہے تو خدا جانے کہاں کی اول جلول باتیں کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے گھن کی گھن لاؤ کبھی کہتا ہے بڑھیا ڈائن سے بچاؤ۔"

پہلا "وہ غریب کیا کرے حادثہ ہی ایسا سخت ہے خدا کی پناہ بارود کا بھرا ہوا پیپا تھا۔ بڑی خیر ہو گئی۔ اس میں شک نہیں کہ موت خود ہی زبردست محافظ ہے۔ آپ خیال تو کیجئے بیچاری لڑکی کی قسمت کم بندہ مکتی چل گئی اور بال بال بچی مگر بیچاری کو باپ کے مرنے کا بہت صدمہ ہے۔"

دوسرا "اب اسکا بھائی آیا ہے اسے لیجائیگا۔"

پہلا "دو تو پھر چلو اسے رخصت کر آئیں۔"

یہ لوگ چلے گئے۔ اوفوہ! میرے تمام جوڑ بند پھوڑے کی طرح دکھتے ہیں۔ او نامراد جیب! دیکھ یہ تیرے کرتوت ہیں غریب پیر فرتوت نذر اجل ہوا اگرچہ قتل بالارادہ واقع نہیں ہوا پھر بھی تو اس الزام سے بری نہیں ہو سکتی کہ تو نے میرے ہاتھ پاؤں پھلا دیے دماغ میں اسطرح گھسی جیسے نمرود مردود کے دماغ میں مچھر گھسا تھا۔ تیری آمد پر لرزہ کی آمد ہے تیرا تسلط کابوس بھوت کے تسلط سے کہیں بڑھ چڑھ کے ہے۔ اگر تو نہ ہوتی تو بڑے میاں بیچارے آبحیوۃ کے ذائقہ خرافات نہ چکھتے اگر تیرا پیچ نہ ہوتا تو ہاتھ کیوں بہکتا اور چنگاری کے گرنے سے پیپا کیوں بھڑکتا۔ مگر تقدیر بھی عجب کھلاڑی ہے جس مقام پر میں ہوں وہ جفاکشوں کا مسکن ہے نازآفریں نازک تن میاں کیوں آتے لیکن جس بلائے عظیم سے رستی تڑا کے بندہ ڈوک دم بھاگا تھا وہ ساتھ ہی ساتھ رہی کبھی بیچا کی شکل میں نمودار ہوئی اور کبھی عورت کی صورت میں ہر کیف مجھ پر جتنا کا سلسلہ جاری رہا۔ پنڈ نہ چھوٹنا تھا نہ چھوٹا۔ اب میں زبردستی مجرم اور قاتل ہوں۔ اچھا اے معدنیات کے مخزن آج سے تجھ کو بھی سلام ہے۔ اپنے حساب مردود ہو چکا اچھے ہو جانے کے بعد اس جگہ گھڑے پانی پیے۔ مجھ میں طاقت نہ تھی۔ سر چکراتا تھا خیالات کا تار کسی طرح نہ ٹوٹا۔ بڈھا سرمایہ دار مرحوم ہو جانے کے بعد بھی کسی وقت نگاہوں کے سامنے سے نہیں ہٹا۔ کبھی مٹی کا تیل ڈھکوس کے منہ بناتا کبھی پیپے کی نشست گاہ پر قلابازیاں کھاتا دکھائی دیتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ میں اکثر اول فول بکتا تھا دھکتے ہیں کہ میرے لایعنی کلمات عجیب غریب ہوتے تھے مثلاً "اے واہ بے بڈھے کیا خوب ناچا۔ دھن دھن دھن تن تن نا۔ اے منہ کیا بناتا ہے کیا مٹی کا تیل پی گیا۔ لے لے پی لے آب حیوۃ۔ بوطوطا۔

اب پیے گا جب گا ناچ کھلاڑی دھنگ دھنا۔
یہ آنکھیں کس پر لگانا ہے کوئی ہیں نے جان بوجھ کے
جو تیس برس تک کی گڈی باندھی۔ جانتا نہیں ہم کیسے
ہیں۔ بیٹے کے واسطے آپ یہ آئیں آتش نمات
نکالتے ہیں۔ ناچے جا ناچے جا۔ تیری زندگی یا شور سے
بہاتی ہے کہ تیرا منہ چڑھاتی ہے۔ اس بیخودی کے عالم
میں ایک روز چارپائی سے اٹھ کے جاگا ہوں ہوں
ایک نازنین کو اڑنگا جو لگاتا ہوں تو سر تلے ٹانگیں
اوپر مسٹر گرانٹ کا سایہ بوٹ کی ایڑی میں پھنسا کے
پھاڑ ڈالا ایک شخص کی جیب میں کافی کی پیالی
انڈیل دی۔ مسٹر گرانڈیل کا بچہ کرسی پر لیٹا سو رہا
تھا اسپر جو تڑاکہ کے بیٹھ گیا۔ بچہ جیب سے بولا میں
سمجھا کہ میں بھی آدمی سے ربڑ کا کھلونا بن گیا ہوں
جو ناک کی راہ سے چوں چوں بولتا ہے۔

رفتہ رفتہ عقل نے عود کیا ابھی اچھی طرح صحت
بحال نہ ہوئی تھی کہ وطن کی سدھیاں بھریں۔ مختصر
اسباب باندھ بوندھ اسٹیشن پہونچا ٹکٹ لیا۔ بیماروں
کے مخصوص کمرے میں بستر لگایا۔ نقل مکان سے گونہ
تسکین ہوئی۔ ویرانگی کی وحشت آبادی کی اہلیت
والنس سے بدلی۔ اس تغیر سے تفریح ہوئی تفریح سے
قوت نے ترقی کی۔ کپڑے بدلے۔ وحشت کے آثار کو
جہاں تک بن پڑا مٹایا۔ کنگھائی کو درست کیا۔ سر کے
پریشان بالوں کو سنوارا۔ بوٹ کی گرد جھاڑی کوٹ
کے دھبے چھڑا لئے۔ مرد آدمی بن کے بیٹھا ابھی طرح
بیٹھنے نہ پایا تھا کہ جھٹکے پر جھٹکے ہوئی بیٹھے ایک
نقاب پوش عورت گاڑی میں گھسی اور سیدھی
میرے بستر کے قریب آن کھڑی ہوئی عورت بظاہر خوش
قطع معلوم ہوئی۔ ماں نسوان میں تیرا احسان۔ جھٹ
نصف بستر پر قبضہ کر لیا۔ سیاہ لباس موٹا ریشمی
نقاب دیکھ کے میں سہما مگر چارہ ہی کیا تھا۔ زبان تو
شرم کی کوکوے لگی کیونکر کہوں کہ ہٹ کے بیٹھو یہ غلط
ٹھیک نہیں۔ بی بی صاحب دو دو منٹ کے بعد
ٹھنڈی سانسیں بھرتی تھیں۔ شاید مردہ شوہر
کی یاد میری صورت دیکھ کے تازہ ہو گئی۔ ان ٹھنڈی
سانسوں نے گاڑی کو کرۂ زمہریر بنا دیا میری شرم کو
برف کی قلفی کی طرح جم گئی۔ ہا۔ بیچاری بیوہ
کیسی مغموم ہے۔ اس بیچاری کو تشفی کی بہت ضرورت
ہے۔

چہ غمی ہے کسی کا غرض حبیب نہ ہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

مگر وہ کوئی اور ہونگے جو دلی ہمدردی کے عوض
زبانی ہمدردی جتاتے ہیں۔ یہاں زبان کا کھیل
کبھی نہیں کھیلا۔ نو گھنٹے تک دونوں چپ کا طلسم رہا
وہ مجھے دیکھ کے آہ کرتی تھیں میں شرما کے سر جھکانے
لگتا ہوں۔ لیکن ایک بات زندگی مشکل ہو بنی آگئی
آنچوں اور میرے آنسو کے حملوں میں تنگ رہ رہ
اڑنے لگا اور دونوں کے درمیان جو فاصلہ تھا
آدھ گھنٹے کے اندر کم ہو گیا اب ہم دونوں کے چہرے
استقدر قریب ہیں کہ دونوں کی گرمی ایک دوسرے کو
محسوس ہوتی ہے۔ اتنے میں ایک شیریں لہجہ دار
آواز آئی "حضرت کھڑکی بند کر دیجیے تو بہتر ہے
ہے۔ روتے روتے میری آنکھیں دکھنے لگی ہیں۔
دھوپ کی تیزی برداشت نہیں کر سکتی" میں نے
کھڑکی گرائی تختہ گرا اور ساتھ ہی انگلی پچی ہو گئی"

وہ "اے ہے قربان کی تھی وہ کھڑکی جب میں نے
آپ سے کھڑکی بند کرنے کی فرمائش کی۔ خدا کیلئے
معاف کیجیے۔ میں ہاتھ جوڑتی ہوں"

میرا زخمی ہاتھ ان کے دست نازک میں پہونچ گیا
سفری بیگ سے کولون کی شراب نکالی ریشمی
رومال کی دھجی پھاڑی شراب میں بھگوئی اور انگلی پر
لپیٹ دی۔ مگر ہاتھ پھر بھی ان کے قبضۂ الفت میں
ہے مجھے شرم کھینچنے نہیں دیتی انھیں شفقت چھوڑنے
نہیں دیتی۔

وہ "ہے دئی۔ اللہ ری نزاکت اتنی سی چوٹ میں
آپ کا چہرہ ہلدی کا گالا ہو گیا۔ اللہ جانتا ہے
آپ کی انگلی دکھی میرے دل پر چوٹ لگی"

میں "جی جی ہاں میں ابھی بیماری سے اٹھا ہوں
اچھی طرح صحت نہیں ہوئی"

وہ "(ٹھنڈی سانس لے کے) ہائے کوئی دل غم سے
خالی نہیں۔ دنیا بڑی جگہ ہے میں سمجھتی تھی کہ میں ہی
تھوڑی عمر کی ماری ہوں مگر نہیں آپ کا ساتھ بہتر
جہاں جہاں دکھتی کو پل۔ ورنہ یوں غم کا شکار رہ جائے
لعنت ہے اس دنیا پر میں خوشامد سے نہیں کہہ رہی
ہوں۔ دکھیاری ہوں مجھے خوشامد سے کیا سروکار
بائیس برس کا سن دیکھیے اور رنڈاپے کی مصیبت
ہائے سال بھر ہو گیا۔

ڈبڈبا کر دیدہ پاروے کے آنسو گرنے لگے۔ اور لتی
ٹپکنے لگی میرا دل تو بھیگا۔ قریب تھا کہ آنسو کے قطرے
گوشت میں گڑھے ڈال دیتے ہائے بادل پھٹا تبسم
کی برق چمکی۔ میرے چہرے پر نگاہ جم گئی۔ وہ تھی
غم بُری بلا ہے۔ بائیس سال کی عمر سال بھر میں تیس
ڈھلی کہ تیس سال کی معلوم ہوتی ہے۔ میرا دل گرز
سی سالہ عمر میں بھی خلیق حسن کی دھوپ ڈھلی ہے
مہر نیمروزی کی تپش موجود ہے۔ اگرچہ میری زبان نہیں
ہلی لیکن بشرے کے مدوجزر سے انھیں جو بات
ہوئی جوانی کا دفتر کھلا۔ کراماً کاتبین کی بابت
سے واقعات نقل ہونے شروع ہو گئے۔ ماں کی مامتا
باپ کی شفقت۔ چکا گو کے زلزلے سے عشق کا دیباچہ
شادی کی تمہید دو برس تک لطف زندگی کا افسانہ پھر
رنڈاپے کا پروگ۔ دولت کی افراط تنہائی کی ایذا۔
بے وارثی کی اندوہناک زندگی مکان اور بائیں باغ
کی مفید شان۔ کوئی بات اٹھا نہ رکھی خاتمہ کا تبدیہ تھا
کہ "دیکھیے عورت ذات ہوں جوان جہان ہوں۔
صورت اچھی نہیں تو ایسی بُری بھی نہیں۔ تمھاری تھی جو
نہ کوئی آگے ہے نہ پیچھے۔ مگر جائداد مکان سب کچھ ملنے والے مگر
ہیں لا جا رہے زمانے کے سفلے بیری بیگ دولت کی لالچ سے محبت جتاتے
ہیں۔ جو خدانخواستہ کہیں اونچ نیچ پاؤں پڑ جائے تو پھر بھیک مانگتے
ہو جیسے کسی کو منہ نہیں لگاتی۔ ہاں آج آپکا عمدہ کریم کا
جھگڑا جب سے دیکھا ہے دل لٹو کی طرح گرد گھوم رہا ہے۔ آپ
آپ چکا گو جا رہے ہیں۔ یہ لیجیے میرے نام کا کارڈ ہے کیجئے
نہ جائیے گا کنیز خانہ کا دروازہ آپکے انتظار میں پالوں پاٹ
کھلا رہیگا۔ گاڑی گھڑی کی موجود ہے۔ سوار ہو کے خوشی کی سیر کیجئے
بیعمر کرکے آرام سے رہیے۔ میں کچھ منہ سے نہیں کہتی اگر مزاج
ملے تو پھر مجھے زندگی کا شریک بنانے کا۔ آپکو اختیار ہے ورنہ
کوئی زبردستی تھوڑی ہے نہیں ست ہماری ہے ہاتھ کا سودا کس کام کا"

امراض وبائیہ و بالخصوص ہیضہ سے بچنے کے تدابیر

اطبائے دواخانہ معدن الادویہ کا بیش بہا مشورہ

[illegible]

۵- ... زیادہ محنت و ریاضت ... اور شب بیداری سے پرہیز کریں۔

۶- ... کا استعمال ...

۷- ... بھنڈی ... کھیرا ... چنے کی دال ... دہی ... تمام ... سے پرہیز کریں۔

۸- ... سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۹- ... [illegible]

ہر قسم کا طبی مشورہ بلا کسی فیس کے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ۔ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

امراض وبائیہ و ہیضہ سے حفاظت کرنے و سد کو تقویت دینے والے مجرب ادویات

حافظ طاعون و ہیضہ

[illegible]

عرق ہاضم ترش

[illegible]

... کلاں ... خرد ...

اپنا پتہ و نام صاف لکھیے
اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے

مرض ہیضہ سے نجات ...

جوہر ...

[illegible]

حب فالج ...

[illegible]

فہرست ادویہ طلب فرمائیے
مفت روانہ ہو گی

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے۔

(۴) بحساب ... فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور ... کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ خاص ... کے پرانے پرچے ... دیے جائیں گے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) ... [illegible]

(۲) ... [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی
یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ... [illegible]

علم الاخلاق ... [illegible]

... [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

... مطبع ... وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ... سے شائع ہوا